تاثرات

[illegible] کی فیلوسوفیکل کانگرس کا اجلاس ۱۰-۱۱-۱۲ - اپریل کو پشاور میں منعقد ہوا جس میں پاکستان [illegible]
[illegible] شرکت کی۔ امریکہ، افغانستان، بھارت اور روس کی چیدہ شخصیتوں نے بھی مقالات پڑھے اور بحث و تبادلہ [illegible]
[illegible] کی جانب سے منظور الدین صاحب صدیقی۔ بشیر احمد صاحب ڈار اور راقم آثم کو اس اعزاز سے نوازا گیا۔ [illegible]
[illegible] کی مشکل [illegible] حاضرین کی تعداد ہر ہر اجلاس میں اچھی خاصی رہی۔ [illegible] لوگوں کو [illegible]
[illegible] محنت اور کاوش اور ذمہ داری سے اپنے مضامین کو ترتیب دیا۔ کانگرس کی اس کامیابی پر ہم [illegible]
[illegible] دل سے مبارکباد دیتے ہیں۔ شرکا میں جناب [illegible] کی ذات خصوصیت سے [illegible] رہی۔ انہوں نے [illegible]
[illegible] اور گرم جوشی سے کانگرس کی رونق دوبالا کرتے ہیں کوئی [illegible] نہیں [illegible]
[illegible] کہ ان کا پایہ حیثیت مقرر کے بلاشبہ اونچا ہے۔ مگر فلسفہ و فکر کی گہرائیاں [illegible] فلسفی [illegible]
[illegible] کم ہیں۔ بھارت کے مقررین اور مقالہ نگاروں [illegible] اس امر کی رہی کہ [illegible]
[illegible] مشرقی [illegible] فکر کی عظمت کا اعتراف کر لیں اور یہ تسلیم کر لیں کہ ان کی [illegible]
[illegible] ہیں۔ وہ اس کوشش میں [illegible] کامیاب ہوئے ہیں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اور لینن نے جس کی وضاحت کی۔ یہ موضوع [illegible] مادیت DIALECTICAL MATERIALISM
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

میں ایٹم کی تحقیق نے طبیعیات کے مسلمات کو بدل دیا ہے۔ نفسیات۔ بیالوجی۔ اور اخلاقیات میں نئے نئے نظریات و تصورات کا ظہور ہوا ہے تو کیا وجہ ہے کہ جدلی مادیت کا قلعہ جوں کا توں قائم رہے۔ ڈاکٹر رضی الدین صاحب نے بجا طور پر روس کے دانشوروں سے کہا کہ ان کو اپنے خیالات و افکار کا نئے سرے سے جائزہ لینا چاہیے۔ اور اپنی منطق کی بنیاد اس حقیقت پر رکھنا چاہیے کہ اب مادہ اور روح کے مابین فرسودہ لڑائی ختم ہو چکی ہے تجربات نے ثابت کر دیا ہے کہ مادہ اور انرجی میں کوئی دوئی اور ثنویت نہیں ہے۔ انرجی حرکت و تغیر کے ایک درجہ میں مادیت کا لبادہ اوڑھ لیتی ہے۔ اور مادہ تحلیل و تجزیہ کی ایک منزل میں محض انرجی ہو کے رہ جاتا ہے۔ لہٰذا مادیت کا جدید مفہوم اس قدیم مفہوم سے بالکل الگ ہو جاتا ہے جو اس لاحاصل نزاع اور چپقلش کا باعث و موجب تھا۔ ہم توقع رکھتے ہیں کہ جس طرح روسی مدبرین نے اپنی سیاسی غلطیوں کی اصلاح کی ہے .... اسی طرح یہ فکر و دانش کے معاملہ میں بھی جرأت کا ثبوت دیں گے اور اپنے فلسفہ و فکر کی سمتوں کو بدلنے کی دیانتدارانہ سعی کریں گے۔ اس نوع کے خیالات پر اصرار اور اس بارہ میں جمود، در اصل اس بنا پر ہے کہ روس میں فلسفہ کو اب تک یہ حیثیت حاصل نہیں ہوئی، کہ اس پر نظریاتی تعصبات سے الگ رہ کر غور کیا جاتے اور یہ سمجھا جاتے کہ علم کی یہ شاخ خود اپنا ایک مزاج اور خصوصیات رکھتی ہے۔ ہمارے نزدیک جس دن روس میں فلسفہ کو یہ مقام حاصل ہوا جو ایک نہ ایک دن اسے حاصل ہونا ہے۔ اسی دن اس میں خوشگوار اور معقول تبدیلیاں رونما ہونا شروع ہو جائیں گی۔ اور یہ اس لائق ہو جائے گا کہ انسان کی عقلی و فکری مشکلات کے حل میں اس سے بھی اسی طرح مدد لی جاسکے جس طرح کہ دوسرے مکاتب فکر سے لی جا سکتی ہے۔

صدیقی صاحب اور ڈار صاحب کے مختصر مگر عالمانہ مقالات سے متعلق اگر کچھ لکھا جاتے تو اسے لازماً خود ستائی پر محمول کیا جائے گا۔ اس لئے ہم اسے نظرانداز کرتے ہیں۔ چوہدری عبدالقادر صاحب کے بارے میں اتنا کہنے دیجئے کہ ان کا مقالہ منطقی ایجابیت (LOGICAL POSITIVISM) پر بہت خوب رہا۔ اور اگرچہ فنی اصطلاحات کی وجہ سے اس کا سمجھنا دشوار تر تھا تاہم سب نے داد دی۔ ہماری رائے میں بحیثیت ایک اونچے منطقی کے ان کا مستقبل بہت روشن ہے۔ بشرطیکہ یہ اسی پر اکتفا نہ کریں اور ذہنی صلاحیتوں سے آئندہ کام لیتے رہیں۔ بے جا نہ ہو گا اگر اس موقع پر صغیر حسن صاحب کا تذکرہ کیا جاتے فارابی پر انہوں نے پیپر پڑھا جو بہت پسند کیا گیا۔ یہ ڈھاکہ یونیورسٹی میں عربی اور اسلامک سٹڈیز کے لیکچرر ہیں ان کو حکمائے اسلام سے خصوصی تعلق رہا ہے اور اسی ذوق و تعلق کا یہ نتیجہ ہے کہ اس موضوع پر اکثر داد تحقیق دیتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ابن باجہ پر ان کے اکثر مضامین چھپ چکے ہیں۔ رسالہ حیّ بن یقظان کو بھی انہوں نے سلیقے سے ایڈٹ کیا ہے۔ جو دمشق سے شائع ہو چکا ہے۔ ہم ان کی شرافت نفس اور سادگی سے بہت متاثر ہوئے۔ کانگرس کو کامیاب بنانے کے لئے نہایت ضروری ہے کہ اسلامی فلسفہ کو مستقل حیثیت دی جاتے۔ اور اس اعتراض کو رفع کیا جاتے کہ مسلمانوں نے اپنے معتقدات یا نو افلاطونیت کو اجاگر کرنے کے کوئی قابل ذکر کارنامہ انجام نہیں دیا۔ اسلام بجائے خود ایک فلسفہ حیات رکھتا ہے۔ اس کے مختلف پہلوؤں پر تحقیق کا کام ہونا چاہیے۔ اور ان قدیم حکیمانہ کوششوں کو منظم شکل میں پیش کرنا چاہیے۔ جو حواشی شروح

تعلیقات کی صورت میں ہمارے اسلاف نے قلم بند کی ہیں۔ کانگرس کے لئے کرنے کا ایک نہایت اہم کام یہ ہے کہ لاہور میں یہ ایک جامع لائبریری کا اہتمام کرے۔ جس میں فلسفہ و حکمت سے متعلق تمام کتابیں چن چن کر جمع کی جائیں تاکہ اگر کوئی شخص اس موضوع پر اپنی توجہات کو مرکوز کرنا چاہے تو اسے مطالعہ کی آسانیاں مہیا ہوں اور وہ کامیابی کے ساتھ اپنے تصنیفی مقاصد سے عہدہ برآ ہو سکے۔ ایک بنیادی خامی ہم نے یہ محسوس کی ہے کہ کانگرس کے ارباب بست و کشاد نے پہلے سے کسی منصوبہ بندی سے کام نہیں لیا۔ بلکہ دو تین ماہ کی تگ و دو سے جو کچھ ہو سکا۔ اس کو پیش کر دیا گیا۔ غالباً اس کی وجہ موضوع کی دشواری اور قحط الرجال کا اشکال ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اس طرح کے خالص علمی و فکری کام کے لئے بہت ہی کم موزوں آدمی ملیں گے۔ مگر پاکستان میں جتنے حضرات بھی اس ذوق اور مشرب کے پائے جاتے ہیں ان کو ان اجتماعات سے کچھ پہلے لازماً مل جل کر بیٹھنا چاہیئے۔ اور کام کا ایک نقشہ ترتیب دینا چاہیئے تاکہ دو چار سال کی مساعی کے بعد اس کے خوشگوار اور صحت مند نتائج لوگوں کے سامنے آسکیں۔ یہ بھی ضروری ہے کہ جو مضامین سمپوزیم میں پڑھے جائیں۔ ان کی مطبوعہ کاپیاں ان تمام لوگوں کو سالانہ اجتماع سے پہلے دی جائیں جو اس میں حصہ لینا چاہتے ہیں تاکہ وہ ان کے تحت طلب پہلوؤں پر اچھی طرح غور کر سکیں اور ایسے سوالات پیش کر سکیں کہ جن کے جواب سے فی الواقع زیر بحث موضوع کے مختلف گوشوں پر روشنی پڑ سکتی ہے۔

بہر حال ابھی ابتداء ہے۔ میاں صاحب اور ان کے جوان فکر ساتھی جس شوق اور استقلال کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ ہمیں امید کرنا چاہیئے کہ آئندہ انشاءاللہ کانگرس اپنے مقاصد میں کامیاب رہے گی۔ ہمیں فلسفہ و حکمت سے گہری دلچسپی ہے۔ اور ہم اسے پروان چڑھانے کے دل سے آرزومند ہیں۔ اس لئے نہیں کہ یہ بیکاروں کا مشغلہ ہے اور خیال و فکر کی مشق و تمرین کا کامیاب ذریعہ ہے۔ بلکہ اس لئے کہ فلسفہ اور صرف فلسفہ سے انسان کی ذہنی سطح بلند ہوتی ہے۔ خیالات و افکار میں آزادی اور معقولیت پیدا ہوتی ہے۔ اور انسان یہ جان پاتا ہے کہ تہذیب و تمدن کی تہ میں باقی رہنے والے عناصر کون ہیں۔ اور ٹیم ٹام لوازم چمک دمک کا وہ حصہ کون سا ہے جو تباہی و بربادی پر منتج ہوتا ہے۔ فلسفہ مذہب کو قابل فہم قالب میں ڈھالتا اور نکھارتا ہے۔ اخلاق میں ایک طرح کی لطافت اور روحانیت کا باعث ہوتا ہے سیاسیات میں تنگ نظری و تعصبات پر مشتمل افکار کی تردید کرتا ہے۔ اور انسانی رفعتوں کیلئے وسیع تر بنیادیں مہیا کرتا ہے۔ اور ادب و شعر اور تصوف و ذوق کو تو گویا اس کے طفیل ایک طرح کی نئی زندگی مل جاتی ہے۔ غرض فلسفہ انسان کی ذہنی و عملی زندگی کا ایک نہایت ہی اونچا تقاضا ہے جس کو پورا ہونا چاہیئے۔